رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۵۳۵

قادیان

روزنامہ

الفضل

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت پرچہ ایک آنہ

The DAILY ALFAZL QADIAN.

قیمت ششماہی اندرون ہند ۸ عہ

قیمت ششماہی بیرون ہند لعہ ۹

جلد ۲۳ | مورخہ ۱۱ شوال ۱۳۵۴ھ | یوم چہارشنبہ | مطابق ۷ جنوری ۱۹۳۶ء | نمبر ۱۵۸

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تکذیب و تکفیر کرنے والوں کو انتباہ

فرمایا " میں کھول کر کہتا ہوں ۔ کہ میری تکذیب آسان امر نہیں ۔ مجھے کافر کہنے سے پہلے خود کافر بننا ہوگا ۔ مجھے بے دین اور گمراہ کہنے میں دیر ہوگی ۔ مگر پہلے اپنی گمراہی اور روسیاہی کو مان لینا پڑے گا ۔ مجھے قرآن اور حدیث کو چھوڑنے والا کہنے کے لئے پہلے خود قرآن اور حدیث کو چھوڑ دینا پڑے گا ۔ اور پھر بھی وہی چھوڑیگا ۔ میں قرآن اور حدیث کا مصدق و مصداق ہوں میں گمراہ نہیں ۔ بلکہ مہدی ہوں ۔ میں کافر نہیں ۔ بلکہ انا اوّل المومنین کا مصداق صحیح ہوں ۔ اور یہ جو کچھ میں کہتا ہوں ۔ خدا نے مجھ پر ظاہر کیا ۔ کہ یہ سچ ہے ۔ جس کو خدا پر یقین ہے ۔ جو قرآن اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق مانتا ہے ۔ اس کے لئے یہی حجت کافی ہے ۔ کہ میرے مونہہ سے سنکر خاموش ہو جائے ۔ لیکن جو دلیر اور بے باک ہے ۔ اس کا کیا علاج ؟ خدا خود اس کو سمجھائے گا "

(الحکم ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء)

مدینۃ المسیح

قادیان ۵ ۔ جنوری ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے ۔ کہ حضور کو زکام اور گلے میں درد کی شکایت ہے ۔ باوجود اس تکلیف کے حضور نے درس القرآن آج سے شروع فرما دیا ہے ۔

۴ ۔ جنوری ۔ مولوی محمد سلیم صاحب مولوی فاضل تبلیغ اسلام کیلئے فلسطین روانہ ہوئے ۔ سٹیشن پر سینکڑوں کی تعداد میں احباب کا ہجوم الوداع کہنے کے لئے موجود تھا ۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بذات خود تشریف فرما تھے ۔ حضور نے مولوی صاحب کو معانقہ کا شرف بخشا ۔ آخر میں دعا فرمائی ۔ اور گاڑی اللہ اکبر کے نعرہ میں روانہ ہو گئی ۔

سید عبد الرزاق صاحب برادر خورد جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ افریقہ تشریف لے گئے ۔

بیرونی ممالک سے واپس آنے اور وہاں جانے والے مبلغین کے اعزاز میں دعوت چائے

قادیان ۱۴ر جنوری ۱۹۳۶ء - آج آٹھ بجے صبح جامعہ احمدیہ - مدرسہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کی طرف سے ایک مشترکہ دعوت چائے مدرسہ احمدیہ کے ایک کمرہ میں صوفی مطیع الرحمٰن صاحب ایم - اے مبلغ امریکہ اور مولوی محمد صادق صاحب مولوی فاضل مبلغ سماٹرا کے واپس تشریف لانے مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل کے لنڈن اور مولوی محمد سلیم صاحب مولوی فاضل کے فلسطین تشریف لے جانے کے موقعہ پر ان کے اعزاز میں دی گئی - جس میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے بھی شرکت فرمائی - چائے نوشی کے بعد مذکورہ بالا تعلیمی اداروں کی طرف سے ایک مشترکہ ایڈریس پیش کیا گیا - جس میں آنے والے مبلغین کی تبلیغ اسلام کے متعلق خدمات کا اعتراف کیا گیا - اور جانے والے مبلغین کی خوش قسمتی کا ذکر کرتے ہوئے ان کی کامیابی کے لئے دعا کی گئی - اس کے جواب میں مذکورہ بالا مبلغین نے باری باری ایڈریس دینے والوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مختصر تقریریں کیں ؛

مبلغ امریکہ کی تقریر

صوفی مطیع الرحمٰن صاحب نے اپنی تقریر میں خدا تعالےٰ کا شکر ادا کرنے کے بعد کہا - مجھے تبلیغ اسلام کے متعلق امریکہ میں جو کامیابی ہوئی وہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعا توجہ اور ہدایات کا نتیجہ ہے - اس کے بعد وہ کامیابی تمام جماعت احمدیہ کی کامیابی ہے - کیونکہ مبلغ جماعت کا نمائندہ ہوتا ہے - اور جماعت اس کی کامیابی کے لئے دعا کرتی ہے - پھر یہ ان نومسلموں کی کامیابی ہے جو اسلام میں داخل ہوئے - اس وقت امریکہ کے مختلف مقامات میں ۲۵ منظم جماعتیں نومسلموں کی بن چکی ہیں - اور ہر جماعت میں خدا تعالےٰ کے فضل سے ایک طبقہ نومسلموں کا ایسا ہے - جس کا ہندوستان کے مخلص احمدیوں کے ساتھ مقابلہ کیا جا سکتا ہے - وہ دن رات اخلاص و محبت سے تبلیغ اسلام کرتے اور اس کے لئے مالی اور جانی قربانیاں کر رہے ہیں - اس طرح اس وقت امریکہ میں ایک نہیں بلکہ سینکڑوں مبلغ تبلیغ اسلام کر رہے ہیں ؛

مبلغ سماٹرا کی تقریر

مولوی محمد صادق صاحب نے اپنی تقریر میں بیان کیا - میں خدا تعالےٰ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے مجھے توفیق دی - کہ میں اپنے پیارے آقا اور محسن حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ اور بزرگانِ دین کی ملاقات کا موقعہ حاصل کر سکا - جب میں روانہ ہوا تھا - اس وقت میرا خیال تھا - کہ میں غالباً واپس نہیں آسکوں گا - مگر خدا تعالےٰ اپنے فضل سے مجھے اس مقدس بستی میں لے آیا - اس کے بعد میں اپنے متعلق صرف اتنا عرض کرتا ہوں - کہ میری کوتاہیاں اور کمزوریاں اس قدر ہیں - کہ جن کا میں اندازہ نہیں کر سکتا - باوجود اس کے خدا تعالیٰ نے مجھے جو کامیابی عطا کی - اس پر اپنے مولا کا شکریہ ادا کرتا ہوں - اور آخر میں دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ میری کوتاہیاں دور کرے - اور مجھے بیش از بیش خدمات دین بجا لانے کی توفیق عطا کرے

مبلغ فلسطین کی تقریر

مولوی محمد سلیم صاحب مولوی فاضل نے تقریر کرتے ہوئے کہا تبلیغ اسلام کی خدمت سر انجام دینے کے لئے میرا انتخاب میری کسی خوبی کی وجہ سے نہیں - بلکہ یہ محض خدا تعالےٰ کا فضل اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ذرہ نوازی ہے - میں حضور اور بزرگان سلسلہ سے درخواست کرتا ہوں کہ میری کامیابی کے لئے دعا کریں ؛

مبلغ لنڈن کی تقریر

مولوی جلال الدین صاحب شمس نے کہا میرا انتخاب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی نظر کرم کا نتیجہ ہے - میں پہلے بھی اپنے آپ کو اس قابل نہ سمجھتا تھا - کہ میں کچھ کام کر سکوں گا جب کہ مجھے فلسطین میں بھیجا گیا - اور اب بھی نہیں سمجھتا - اس لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں

اس کے بعد آپ نے مغرب میں ترقی اسلام کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا - کہ ان ممالک میں اسلام انشاء اللہ ضرور پھیلیگا اور صداقت اسلام کا سورج طلوع ہوگا کاش ہمارے ہاتھوں یہ کام سر انجام پائے -

آخر میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے مفصل تقریر فرمائی - جس میں مبلغین کے لئے

مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے قلم سے

۱ - سال دوم کی تحریک جدید کے اعلان پر ایک ماہ سے زائد عرصہ گزر چکا ہے - کیا آپ نے اس عرصہ میں اپنے فرائض کو ادا کر دیا -؟

۲ - تحریک جدید کے وعدوں کی آخری میعاد ۱۵ جنوری ہے - اس تاریخ کے بعد کا کوئی وعدہ قبول نہ کیا جائے گا - سوائے ان ممالک - کے جن کو مستثنیٰ کیا گیا ہے ؛

۳ - مومن کی علامت یہ ہے - کہ وہ سابق بالخیرات ہوتا ہے - پس آپ کا صرف یہی فرض نہیں - کہ ۱۵ر جنوری سے پہلے اپنے وعدہ سے اطلاع دے دیں - بلکہ جسقدر پہلے آپ وعدہ لکھاتے ہیں - اسی قدر زیادہ ثواب کے آپ مستحق بنتے ہیں ؛

۴ - تحریک جدید کے وعدے کے پورا کرنے کی آخری میعاد ہندوستان کے لئے یکم دسمبر ہے - (خطبہ میں تاریخ غلط شائع ہو گئی تھی) لیکن جو شخص جسقدر جلد پہلے رقم ادا کرتا ہے - اتنا ہی زیادہ ثواب کا مستحق ہے - سوائے اس کے جو خدا تعالےٰ کی نگاہ میں معذور ہو

۵ - جس قدر پہلے رقم جمع ہو جائے - اتنا ہی زیادہ اس سے خدمتِ دین میں فائدہ پہونچ سکتا ہے ؛

۶ - بے شک یہ چندہ اختیاری ہے - لیکن یاد رہے کہ اختیاری چندہ ہی زیادہ ثواب کا موجب ہوتا ہے ؛

۷ - دشمن اپنے سارے لشکر سمیت اسلام اور احمدیت پر حملہ آور ہے - اسلام اور احمدیت آپ سے ہر ممکن قربانی کا مطالبہ کرتے ہیں - تاریکی کے فرزندوں اور نور کے فرزندوں میں ضرور نمایاں فرق ہونا چاہیئے ؛

۸ - اس تحریک کا ہر شخص کے کان تک پہونچ جانا ضروری ہے - پس یہ بھی ثواب کا کام ہے - کہ آپ اپنے بھائی تک اس کی اطلاع پہونچا دیں - اور اسے اسمیں شامل ہونے کی تحریک کریں - جو آپ کی تحریک سے حصہ لیتا یا زیادہ حصہ لیتا ہے - اس کے ثواب میں آپ بھی برابر کے شریک ہونگے ؛

۹ - خدا تعالےٰ کے کام بندوں کی مدد کے محتاج نہیں - وہ اپنے کام خود اپنے ہاتھ سے کرتا ہے - مگر مبارک ہے وہ جس کے ہاتھ کو خدا تعالےٰ اپنا ہاتھ قرار دے - کہ وہ برکت کو پا گیا - اور رحمت کا وارث ہو گیا ؛ والسلام

خاکسار مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۱ شوال ۱۳۵۴ھ

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کے متعلق احرار کی صریح کذب بیانیاں

(۲)

ترجمانِ احرار نے ان غلط بیانیوں کے سلسلہ میں جو اس نے جلسہ سالانہ کے متعلق متواتر جاری رکھا۔ ایک بات یہ لکھی ہے۔ کہ

"تین دن تک قادیان میں مرزائیوں کا جلسہ ہوتا رہا۔ لیکن مذہبی مسائل پر کسی مرزائی کو تقریر کرنے کی توفیق نصیب نہیں ہوئی۔ تمام جلسہ میں چندہ بٹورنے کی اسکیمیں بیان ہوتی رہیں۔ یا احرار کو اور منافقوں کو بُرا بھلا کہا جاتا رہا۔ اس لئے سمجھدار لوگ بہت جلد بددل ہو کر ۲۶ دسمبر کی شام کو ہی واپس ہونے شروع ہو گئے"۔

جس طرح ساون کے اندھے کو ہر وقت ہرا ہی ہرا معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح احرار کو بھی ہر جگہ چندہ ہی چندہ دکھائی دیتا ہے۔ کیونکہ ان کی ہر حرکت و سکون کی غرض روپیہ حاصل کرنا ہے یہی وجہ ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ جلسہ میں چندہ کا ذکر تک نہیں آیا۔ اور ایک پائی تک چندہ وصول نہیں کیا گیا۔ اس کے مقابلہ میں نہایت اہم مذہبی مسائل پر تقریریں کی گئیں۔ احرار کو یہی نظر آیا۔ کہ چندہ بٹورنے کی سکیمیں بیان کی جا رہی ہیں۔

ایام جلسہ میں جن مضامین پر احمدی علماء اور فضلاء نے تقریریں کیں۔ ان کے عنوانات حسب ذیل ہیں:۔

(۱) وجود باری تعالیٰ کے متعلق فلسفیوں کے غلط انداز سے۔ (۲) صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (۳) ذکر حبیب یعنی سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (۴) ختم نبوت از رُوئے اقوال ائمہ دین و بزرگان سلف (۵) خلافت احمدیہ کے منکرین کی معاندانہ کاروائیاں (۶) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عشق۔ (۷) موجودہ زمانہ میں اسلام کے خلاف عیسائیت کی جدوجہد (۸) عیسائیوں کے قرآن مجید اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتراضات کے جواب ۔

ان مضامین کے متعلق خواہ کسی کا نقطہ نگاہ جماعت احمدیہ سے کتنا ہی مختلف کیوں نہ ہو۔ دیانتداری کے ساتھ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ یہ "مذہبی مسائل" نہیں۔ بلکہ "چندہ بٹورنے کی اسکیمیں" ہیں لیکن ترجمانِ احرار کا "نامہ نگار خصوصی" جس کا یہ دعوےٰ ہے۔ کہ اس نے ان عنوانات پر تقریریں سنیں۔ اس قدر غلط بیانی اور دروغگوئی سے کام لے رہا ہے۔ کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ اور محض اس لئے اس کا مرتکب ہو رہا ہے۔ تا یہ کہہ سکے۔ کہ:۔

"سمجھدار لوگ بہت جلد بددل ہو کر ۲۶ دسمبر کی شام کو ہی واپس ہونے شروع ہو گئے"۔ حالانکہ یہ بھی بالکل غلط ہے۔ ممکن ہے۔ کوئی شخص کسی مجبوری کی وجہ سے واپس چلا گیا ہو۔ لیکن ۲۷ دسمبر کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تقریر کے وقت اتنی بڑی تعداد میں لوگ شامل ہوئے۔ کہ جلسہ گاہ میں بمشکل سما سکے۔ اور اس کے لئے کئی بار لوگوں کو سکڑ کر بیٹھنے کے لئے کہنا پڑا۔ پھر ۲۸ دسمبر کو عید کے دن کا عظیم الشان اجتماع ہم آنکھوں سے دیکھا ہے۔ انہیں یہ کہکر کون جھٹلا سکتا ہے۔ کہ بہت لوگ بددل ہو کر ۲۶ دسمبر کو ہی واپس جانے شروع ہو گئے تھے۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ اب کے جلسہ پر تشریف لانے والے اصحاب گذشتہ کئی سالوں کی نسبت زیادہ دیر تک قادیان میں رہے۔ اور آہستہ آہستہ ان کی واپسی ہوئی۔

دروغگو را حافظہ نباشد کے مصداق ترجمانِ احرار نے ایک دن تو یہ لکھا۔ کہ اکثر لوگ بددل ہو کر ۲۶ دسمبر کو ہی روانہ ہو گئے۔ لیکن اگلے ہی دن یہ داستان گھڑ کر پیش کر دی۔ کہ:۔

"جمعہ کے دن مرزائیوں نے بستر باندھنے شروع کئے۔ ناظروں نے بہتیرا سمجھایا۔ کہ کل عید کی نماز حضرت صاحب کے پیچھے پڑھ کر جانا۔ اور عید یہیں قادیان دارالامان میں منانا۔ مگر تنگ آئے ہوئے مرزائی ایک نہ سنتے تھے۔ آخر محمود کو خبر کی گئی۔ اس نے بہت سے معززین کو دعوت دے کر شرف باریابی بخشا۔ اور بلجاجت کہا۔ کہ میری داڑھی کی لاج رکھو۔ کل تک ٹھیرو۔ اگر تم چلے جاؤ گے تو میدان صاف ہو جائے گا۔ یہاں والے تو کوٹھیوں سے باہر نہیں نکلتے۔ تقریباً سارے کے سارے منافق ہو چکے ہیں۔ تم میری تقریریں سن چکے ہو۔ کہ امت بے ایمان ہو چکی ہے۔ کیا احرار والوں سے شرمندہ کراؤ گے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مرتا کیا نہ کرتا۔ بہت سے ٹھیر گئے۔ اور جو بگڑ چکے تھے۔ وہ سب چلے آئے"۔

اگر ۲۶۔ کو ہی بہت سے لوگ بددل ہو کر واپس چلے گئے تھے۔ تو پھر ۲۷ کو کن لوگوں سے بلجاجت کہا گیا تھا۔ کہ کل تک ٹھیرو۔ اگر تم چلے جاؤ گے۔ تو میدان صاف ہو جائے گا۔ پھر ان میں سے بھی بالفاظ "مجاہد" جو بگڑ چکے تھے۔ وہ سب چلے آئے۔ تو وہ "نوٹس بورڈ" جو صرف "مجاہد" کو ہی نظر آیا۔ کن کے لئے لگوایا گیا۔ کہ "اب کوئی ملاقات نہیں ہو سکتی۔ مطلب یہ کہ اب مہمان چلے جائیں"۔ اور پھر یہ لکھتے ہوئے "مجاہد" کو کیوں ذرا شرم نہ آئی۔ کہ:۔

"آخر جب مہمان نہ گئے۔ تو شام کو ایک اور بورڈ لگ گیا جس پر یہ جملہ لکھا ہوا تھا "تین تین آنے لاؤ۔ ورنہ جاؤ۔ جو مرزائی یہاں رہنا چاہتا ہے وہ تین تین آنے خزانہ محمود میں داخل کرے ورنہ روٹی ندارد۔ مجبوراً بیچاروں نے جیبیں ڈھیلی کیں"۔

دروغگوئی۔ اور کذب بیانی کی بھی کوئی حد ہے؟ ایک طرف تو کہا جاتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے جلسہ میں آنے والے بہت سے احمدی ۲۶ دسمبر کو ہی اس لئے بددل ہو کر واپس چلے گئے۔ کہ احرار اور منافقین کو بُرا بھلا کہا گیا تھا۔ رہے سہے باوجود منت و سماجت کے ۲۷ کو روانہ ہو گئے۔ اور ۲۸ کو بروز عید مرزائی عورتیں اور مرد ملا کر زیادہ سے زیادہ پانچ سات سو کی تعداد میں عیدگاہ پہونچ گئے"۔ حالانکہ اس سے بہت زیادہ تعداد مقامی اور قریب کے دیہات کے احمدیوں کی ہر جمعہ کو ہوتی ہے۔ لیکن دوسری طرف کہا گیا ہے۔ کہ مہمانوں سے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا گیا۔ تاکہ وہ چلے جائیں۔ مگر جب اس کا بھی اثر نہ ہوا۔ یعنی مہمان نہ گئے۔ تو ان سے کہا گیا۔ کہ تین تین آنے لاؤ۔ ورنہ جاؤ۔ مہمانوں نے یہ بات بھی پوری کر دی۔ یا بالفاظ "مجاہد" "بیچاروں نے جیبیں ڈھیلی کیں"۔ مگر قادیان سے پھر بھی نہ گئے۔ آخر بالفاظ "مجاہد" "دوسرے دن ایک منادی والا قادیان کے بازاروں میں منادی کرتا سنا گیا۔ کہ گاڑی تیار ہے۔ سب مہمان چلے جائیں۔ پھر اور گاڑی نہیں جائے گی۔ گھبرائے ہوئے پردیسی مجبوراً چل دیئے"۔

اس طرح گویا "مجاہد" نے اپنی تردید آپ کر دی۔ اگر اس کا یہ بیان درست ہے۔ کہ مہمان بددل ہو کر ۲۶ کو ہی واپس جانے لگ گئے تھے۔ اور بڑی منت سماجت سے نہایت ہی قلیل تعداد کو ۲۸ دسمبر تک ٹھیرایا جا سکا۔ تو پھر اس نے مہمانوں کو نکالنے کی جو داستان گھڑی ہے۔ اس کے سراسر دروغ ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔ اور اگر اسے درست قرار دیا جائے۔ تو پھر مہمانوں کے بددل ہو کر جانے کی کذب بیانی بالکل واضح ہے۔ کیا کسی انسانی عقل و سمجھ میں یہ بات آ سکتی ہے۔ کہ جو لوگ خود بخود ہی بددل ہو کر جا رہے ہوں۔ انہیں یہ کہا جائے۔ کہ "قادیان سے چلے جاؤ۔ ملاقات نہ ہوگی"۔ یا انہیں یہ کہا جائے۔ کہ "تین تین آنے لاؤ۔ ورنہ جاؤ"۔ اور ان "بیچاروں نے مجبوراً جیبیں ڈھیلی کیں"۔ اور "گھبرائے ہوئے پردیسی مجبوراً صبح ہی چل دیئے"۔ کیا ملاقات کے خواہشمند اور واپسی کے وقت گھبراہٹ اور مجبوری کا اظہار کرنے والے لوگوں کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے، کہ وہ بددل ہو گئے تھے۔

غرض "مجاہد" نے دروغگوئی اور کذب بیانی کے متعلق احرار کی سابقہ روایات کو نہ صرف قائم رکھتے ہوئے بلکہ ان میں بہت کچھ اضافہ کرتے ہوئے ایسا شرمناک رویہ اختیار کیا۔ کہ وہی اس کی دروغگوئی کا کافی ثبوت پیش کر رہا ہے۔ اور ہر انصاف پسند اور صداقت کے دلدادہ انسان کو دعوت دے رہا ہے۔ کہ وہ احرار کی حقیقت کو عریاں دیکھ لے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقولے

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی تقریر

حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے جلسہ سالانہ ۱۹۳۵ء کے موقعہ پر ذکر حبیب کے عنوان سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات پر حسب ذیل تقریر فرمائی۔

شکریہ

سب سے اول میں خدا تعالے کا شکر کرتا ہوں۔ کہ اس نے اپنے فضل سے پھر مجھے یہ توفیق دی۔ کہ میں یہاں کھڑا ہو کر احباب کو کچھ ذکرِ حبیب سناؤں۔ یہ سال مجھ پر ایسی بیماری کا گزرا ہے۔ کہ اکثر حصہ اوقات کا رات اور دن مجھے بستر پر لیٹے گزارنا پڑا ہے اور بعض ایام شدید درد کی تکلیف میں گزرے۔ بہت سی ادویہ انگریزی اور یونانی اور ویدک استعمال کی گئیں۔ اور مختلف طریقے علاج کے برتنے گئے۔ جن سے گاہے عارضی فائدہ ہو جاتا تھا۔ مگر مستقل فائدہ نہ ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک شب میری زبان پر لفظ مالکنگنی جاری ہوا۔ اور تفہیم ہوئی کہ یہ میری مرض کا علاج ہے۔ صبح کے وقت حضرت پیر مہدی حسین صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے صحابہ اور خدام میں سے ہیں۔ بیمار پرسی کے واسطے تشریف لائے۔ ان سے میں نے اسکا ذکر کیا۔ حسن اتفاق سے ایک نومسلم جو ان دنوں قادیان آئے ہوئے تھے۔ وہ بھی اسی وقت ملنے کے لئے آ گئے۔ اور انہوں نے یہ بات سن کر کہا۔ کہ میں کچھ ویدک طبابت کرتا ہوں۔ اور ویدک طریق علاج کے رو سے مالکنگنی کا تیل سوزش پیشاب کے واسطے دیا جاتا ہے۔ چنانچہ چند روز ہوئے میں نے گجرات میں ایک بیمار کو یہ تیل دیا تھا۔ اور وہ اچھا ہو گیا۔ اور وہ تیل اب بھی میرے پاس موجود ہے۔ میں لے آتا ہوں وہ اسی وقت گئے اور تیل لے آئے۔ میں نے سوچا کہ رات اس علاج کا بتایا جانا اور صبح اس شخص کا آنا عین ایسے وقت جبکہ میں اس کا ذکر کر رہا تھا۔ اور پھر تیل کا اس کے پاس موجود ہونا اور فوراً لا دینا یہ سب باتیں اتفاقی نہیں بلکہ منشائے الٰہی کے ماتحت معلوم ہوتی ہیں۔ پس میں نے نومسلم بھائی کے بتلانے کے مطابق دہی پر ڈال کر اس کے تین قطرے کھائے اور بڑھا کر بعض دن چھ قطرے تک بھی کھائے۔ اس دوائی سے سوزش کم ہونے لگ گئی۔ اور اگرچہ اب بھی کسی کسی دن تکلیف ہو جاتی ہے۔ مگر بہ نسبت سابق بہت آرام ہے۔ اور اب میں دفتر اور مسجد جا سکتا ہوں، مگر زیادہ چل پھر نہیں سکتا۔

میری عمر ۱۱ جنوری ۱۹۳۶ء کو پورے ۶۴ سال ہو جائے گی۔ بچپن سے میرے قویٰ جسمانی کمزور چلے آتے ہیں۔ اور میں ہمیشہ نحیف البدن اور بعض بیماریوں میں گرفتار رہا۔ میں کبھی خیال نہ کرتا تھا کہ میں اس عمر کو پہنچوں گا۔ مگر میرا یقین ہے، کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا نتیجہ ہے جو میں اس وقت تک زندہ ہوں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد مبارک میں بیٹھے تھے۔ چند اور اصحاب موجود تھے۔ مسجد ہنوز اپنی پہلی حالت میں چھوٹی سی تھی۔ جس میں ایک صف میں بمشکل ۶ آدمی کھڑے ہو سکتے تھے ان دنوں مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم کچھ بیمار تھے کسی نے عرض کیا حضور مولوی صاحب بیمار ہیں۔ ان کی نسبت فکر ہو رہی ہے۔ حضور نے فرمایا مجھے تو مفتی صاحب کی فکر رہتی ہے۔ یہ بہت دبلے پتلے ہیں۔ یہ حضور کی فکر تھی۔ یا بالفاظ دیگر دعا اور توجہ تھی جس نے مجھے اتنی عمر عطا کی۔ پس میری زندگی بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ ہے۔

شکریہ احباب

اللہ تعالے کے شکر کے بعد مجھے اپنے احباب کا بھی شکریہ ادا کرنا ہے۔ جنہوں نے میرے واسطے دردِ دل سے دعائیں کیں۔ اور اب بھی کر رہے ہیں۔ اور جس قدر مجھے آرام ہوا میں یقین کرتا ہوں۔ کہ یہ کسی کے دلسوزی کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ اور ان احباب کا شکریہ ہے جنہوں نے ضروریات معالجہ میں امداد کی اور ادویہ بنا کر یا خرید کر بھیجیں۔ یا نسخہ جات روانہ کئے۔ میں ان سب کے واسطے اللہ تعالے کے حضور دست بدعا ہوں۔ رمضان میں ان سب کے واسطے دعائیں کی ہیں۔ رمضان سے قبل بھی کی ہیں۔ اور آئندہ بھی انشاء اللہ کروں گا۔ ہر ایک بھائی یا بہن جس نے مجھے اپنے کسی مقصد کے واسطے دعا کے لئے لکھا یا کہا ہے۔ اس کا مقصد دعاؤں میں میرے پیش نظر ہے۔ بہت سے دوستوں کے خطوط بھی آئے ہیں۔ کہ اللہ تعالے نے ان کے حق میں عاجز کی دعاؤں کو قبول کیا۔ اور ان کی مرادیں پوری ہوئیں۔ فالحمد للہ ثم الحمد للہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقولے

ذکرِ حبیب کے کئی ایک پہلو ہیں۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو حالات خود دیکھے اور سنے ہیں ان پر ایک مفصل کتاب لکھ کر اس کا مسودہ ناظر صاحب تالیف و تصنیف کے سپرد کر دیا ہے۔ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر کے متعلق بھی ایک کتاب لکھ کر ناظر صاحب کے سپرد کی گئی ہے۔ ان کے علاوہ میں اپنے تبلیغی حالات پر بھی ایک کتاب تیار کرنے کا ارادہ کر رہا ہوں۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم ذکرِ حبیب کے مختلف پہلوؤں میں سے اس سال کے واسطے میں نے یہ سوچا ہے کہ میں ان مختصر فقرات کو جمع کر کے آپ اصحاب کو سناؤں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی گفتگو میں بارہا بطور مقولہ فرمایا کرتے تھے۔ مقولہ اس مختصر کلمہ کو کہتے ہیں۔ جو تھوڑے الفاظ میں بہت سے مفید مطالب اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور بطور ضرب المثل گفتگو یا تحریر میں اکثر استعمال کیا جاتا ہے۔ ان میں سے بعض پہلے بزرگوں کے اقوال ہیں۔ بعض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے غور و خوض کا نتیجہ تھے اور بعض الہامی فقرات تھے۔ ایسے ۲۳ مقولے میں نے آج کے مضمون کے واسطے جمع کئے ہیں:۔

تلامیذ الرحمٰن

(۱) "انبیاء تلامیذ الرحمٰن ہوتے ہیں" یہ مقولہ عموماً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے وقتوں میں بولا کرتے تھے۔ جبکہ سلسلہ کے واسطے کوئی مفید تحریک آپ جاری کرتے تھے۔ گو اس کے واسطے صریح طور پر کوئی خاص الہام آپ کو نہ ہوا ہوتا تھا۔ تاہم جو کچھ خدا تعالے آپ کے دل میں ڈالتا۔ وہی آپ کرتے۔ اور خدام کو کرنے کے واسطے کہتے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح آپ پر بھی یہ وحی نازل ہوئی تھی۔ کہ ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ آپ اپنی حرص و خواہش سے نہ بولتے تھے۔ بلکہ آپ کا سب کلام وحی الٰہی کے ماتحت تھا۔ فرمایا کرتے تھے میرے دل میں جن باتوں کی تحریک ہوتی ہے۔ وہ من جانب اللہ ہوتی ہیں۔ انبیاء اللہ تعالے کے شاگرد ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے سکھانے سے وہ ہر کام کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ زبردست دشمنوں کے مقابلہ میں باوجود ظاہری کمزوریوں کے اور باوجود دنیوی اسباب کے نہ ہونے کے وہ کامیاب اور بامراد ہوتے ہیں۔ اور انکے دشمن ذلیل ہو کر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اسکی مثالیں ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں بہت دیکھی ہیں۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ اسکا ایک نمونہ ان ایام میں آپ لوگوں نے بھی دیکھا ہے۔ اللہ تعالے جن بزرگوں کو انبیاء کا جانشین بناتا ہے۔ ان کی حفاظت اور راہنمائی بھی وہ خود ہی کرتا ہے احراریوں کے شر اور فساد کے خوفناک طوفان بے تمیزی میں سے جس صفائی کے ساتھ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے نے احمدیت کی کشتی کو چلایا ہے۔ یہ آپ ہی کا کام تھا۔

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

انتہائی درجہ کے شوره پشت فسادات کے عادی اور ایجی ٹیشن کے فن کے ماہرین کا مقابلہ تھا۔ گورنمنٹ کا مقابلہ بھی تھا۔ جماعت کے ساتھ اس کے دکھ میں ہمدردی بھی کی۔ اور جماعت کے سر کشوں کو بھی قائم رکھا۔ اللہ اللہ یہ قوت۔ یہ شجاعت۔ یہ دانائی۔ یہ تدبیر۔ یہ حکمت۔ یہ برکت جو اس مصیبت اور دکھ کے وقت ہمارے جہاز کے کپتان نے دکھائی۔ وہ انسانی طاقت نہیں۔ بلکہ الٰہی راہنمائی کا ایک زندہ نشان ہے۔ اگر حضرت محمود ایدہ اللہ تعالے میں جو سراپا محمود ہیں۔ کوئی اور حسن نہ بھی ہوتا۔ تو یہی ایک امر کہ کس خوبی اور بہادری سے آپ نے ایسے مشکل وقت میں راہنمائی کی۔ اور اس میں کامیابی حاصل کی۔ اس امر کے واسطے کافی دلیل ہے کہ آپ کی خلافت فی الحقیقت منشائے الٰہی کے ماتحت ہے۔ کاش ہمارے لاہوری دوست اسی سے فائدہ اٹھائیں۔ اور بیعت خلافت میں آ جائیں۔ تو ہم خوشی سے کہیں کہ صبح کا بھولا شام کو آیا اسے بھولا نہ سمجھو

بچھڑے بھائیوں کو نصیحت

غیر مبائع دوستوں کے ذکر میں ایک بات یاد آئی ہے۔ مجھے ایک دوست نے بتلایا ہے۔ کہ پیغام صلح کے ایک تازہ پرچہ میں مرزا یعقوب بیگ صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کابلی شہید مرحوم نے اپنی زندگی میں ایک کشف بتلایا تھا۔ کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آسمان پر دیکھا ہے اور مفتی محمد صادق صاحب کو بھی آسمان پر دیکھا۔ ان کو سوچنا چاہیئے۔ کہ یہ دونوں آسمان پر بسنے والے تو قادیان میں موجود ہیں۔ پھر آپ اصحاب کیوں قادیان سے روگردان ہوئے حضرت خلیفہ اول کی زندگی میں ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے ایک خواب دیکھا اور مجھے لکھا کہ میں نے آپ کو (مفتی محمد صادق کو) رؤیا میں دیکھا ہے کہ آپ کو نبوت عطا کی گئی ہے۔ اب میں حیران ہوں کہ ایک وقت ان بزرگوں پر وہ تھا۔ کہ میں بھی کسی قسم کا نبی بن سکتا تھا۔ اور آج وہ وقت ہے کہ ان کے عقیدہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی نبی ماننا گناہ عظیم ہے

تقطّع الی اللہ

۲ - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دوسرا مقولہ جو میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ وہ زبان پنجابی میں ہے

یا تُوں لوڑ مقدمیں یا اللہ نُوں لوڑ

اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ یا تو تم خدا کی تلاش کرو۔ یا اپنے دنیاوی مقدمات کرو۔ ایک ہی وقت میں انسان دو طرف مصروف نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ دُنیا داری کے دھندوں میں غرق ہو جاتے ہیں وُہ خدا تعالےٰ کو نہیں پا سکتے۔ خدا تعالےٰ کو پانا کچھ قربانی چاہتا ہے۔ یہ فقرہ ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

"کوئی نوکر دو خاوندوں کی خدمت نہیں کر سکتا اس لئے کہ یا ایک سے مخالفت کرے گا۔ اور دوسرے سے دوستی۔ یا ایک کو مانے گا۔ اور دُوسرے کو ناچیز جانے گا۔ تم خدا اور دولت دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے۔" (لوقا باب ۱۶ - آیت ۱۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان لوگوں کے ذکر میں یہ کلمہ لایا کرتے تھے۔ جو اپنے دنیوی دھندوں میں ایسے منہمک ہوتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کو اور اس کے احکام کو بھول جاتے ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں۔ کہ ہمیں کیوں روحانی ترقی حاصل نہیں ہوتی۔

کلیدِ حل مشکلات

۳ - حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے "نماز مشکلات سے بچنے کی چابی ہے"

۱۹۰۴ء کا واقعہ ہے۔ مجھ پر ایک لمبی بیماری آئی ہر وقت ہلکا ہلکا بخار رہتا۔ کبھی وقت زیادہ بھی ہو جاتا ان دنوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے اور میرے اہل وعیال کو اپنے مکان کے ایک حصہ میں رہنے کو جگہ دی ہوئی تھی۔ ایک دن بیماری کی گھبراہٹ اور تکلیف مجھے ایسی ہوئی۔ کہ گویا آخری وقت ہے۔ میری بیوی میری اس حالت کو دیکھ کر برداشت نہ کر سکی۔ اور روتی چیختی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ فوراً اٹھے۔ اور وضو کر کے نماز میں کھڑے ہو گئے اور ہنوز حضور نماز میں ہی تھے۔ کہ میری حالت سنبھل گئی۔ اور تندرستی کی طرف مائل ہو گئی پھر آہستہ آہستہ بالکل شفا ہو گئی۔

فرمایا کرتے تھے۔ کہ نماز دل کے اندر دعائیں کرو۔ اور اپنی زبان میں بھی دعائیں کیا کرو۔ قبولیت کا سب سے بہتر وہی وقت ہوتا ہے۔ جبکہ انسان نماز کے اندر ہو۔ ایک دفعہ حضور نے فرمایا۔ بعض لوگ نماز کے اندر تو دعا کرتے نہیں۔ جب نماز ختم ہو جاتی ہے تو بعد میں دعائیں کرنے لگتے ہیں۔ ان لوگوں کی مثال ایسی ہی ہے۔ کہ کوئی شخص اِکّے کو الٹا دے۔ پہیے اوپر کی طرف کر دے۔ چھتری نیچے کی طرف۔ اور پھر گھوڑا جوڑ کر اِکّہ چلانا چاہے ہے۔

ایسا ہی ایک دفعہ حضور نے ایسے شخص کی مثال یوں دی۔ کہ ایک شخص بادشاہ کے دربار میں حاضر ہُوا۔ مگر خاموش کھڑا رہا۔ کچھ عرض نہ کیا۔ جب دربار کی چاردیواری سے باہر نکل آیا۔ تو پھر پکارنے لگا۔ کہ میری یہ بھی درخواست ہے۔ اور وُہ بھی خواہش ہے۔ جو عین درخواست کا وقت تھا۔ اس وقت سے اُس نے فائدہ نہ اٹھایا۔ تو اب اس کی درخواستیں کون سُنتا ہے۔

مانگنا موت ہے

۴ - فرمایا کرتے "جو منگے سو مر رہے۔ مرے سو منگن جا" اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ مانگنا اور موت اختیار کرنا برابر ہے۔ دُعا کو اپنے کمال تک پہنچانا بھی ایک قسم کی موت اختیار کرنا ہوتا ہے۔ دعا اللہ تعالےٰ کے حضور میں ایسے خشوع اور خضوع اور زاری اور عاجزی کے ساتھ ہونی چاہئے۔ کہ گویا انسان اپنے اوپر موت وارد کرنے لگا ہے۔ ایسی دعا کی قبولیت یقینی ہوتی ہے۔ یہ مقولہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایسے موقعہ پر فرمایا کرتے تھے جبکہ آپ انسان کے لئے دُعا کے وقت اللہ تعالےٰ کی طرف پوری یکسوئی۔ اور کامل توجہ ہونے کی ضرورت کا اظہار فرماتے تھے۔

دِلی بات کا اثر

۵ - فرماتے "سخن کز دل بروں آید
نشیند لاجرم بر دل"

جو بات دل سے نکلتی ہے۔ وُہ دل پر جا کر اثر کرتی ہے۔ یہ مقولہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے موقعہ پر فرمایا کرتے تھے۔ جبکہ مبلغ اور واعظ کے اندر اخلاص کی ضرورت پر آپ زور دیتے تھے۔ جو شخص خود سچے دل سے ایک امر پر یقین رکھتا ہے۔ اور درد دل کے ساتھ دوسروں تک وُہ بات پہنچاتا ہے اس کی بات کا ضرور اثر ہوتا ہے۔

حفظِ مراتب ضروری ہے

۶ - "گر حفظِ مراتب نہ کنی زندیقی"

اگر تو مرتبہ کا لحاظ نہ رکھے۔ تو تُو زندیق ہے۔ یعنی ہر ایک کی عزت وعظمت اس کے مرتبہ کے مطابق ہونی چاہیئے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ انسان حدیث کو قرآن شریف پر فضیلت دے۔ اور رسول کا درجہ خدا سے بھی بڑا بنا دے۔ ہر ایک کی عزت اور عظمت اس کے مرتبہ کے مطابق کرنی چاہیئے۔ نہ اس سے زیادہ کی جائے۔ اور نہ اس سے کم کی جائے۔

گوش زدہ

۷ - فرمایا کرتے تھے "گوش زدہ اثرے دارد"

جو حق بات کسی کے کانوں میں پڑ جاتی ہے اس کا کچھ نہ کچھ اثر ہو ہی جاتا ہے۔ چاہیئے۔ کہ تم اچھی باتیں لوگوں کو کہتے رہو۔ اور تبلیغ کرتے رہو۔ نیک نصیحت کا آخر اثر ہوتا ہے۔ آدمی کو چاہیئے۔ کہ سناتا جائے۔ خواہ کوئی مانے یا نہ مانے۔ حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ عنہ درس قرآن میں فرمایا کرتے تھے۔ تبلیغ کرنے کا طریق حضرت موسےٰؑ سے سیکھو حضرت موسےٰؑ نے فرعون کو کہا۔ کہ میں رب العٰلمین کا رسول ہوں۔ فرعون نے کہا۔ رب العٰلمین کون ہے۔ اس وقت کے بادشاہ بھی رب کہلاتے تھے اور اپنے آگے لوگوں سے سجدہ کرایا کرتے تھے۔ حضرت موسےٰؑ نے کہا۔ رب السمٰوات والارض وما بینھما ان کنتم موقنین۔ رب العالمین وہی ہے۔ جو آسمانوں کا اور زمین کا رب ہے۔ اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے۔ ان کا بھی رب ہے۔ فرعون نے اپنے درباریوں کو ہنستے ہُوئے مخاطب کیا اور کہا سنتے ہو۔ کیا کہتا ہے۔ یعنی ایک بیہودہ بات کرتا ہے۔ مگر حضرت موسےٰؑ نے کچھ پروانہ کی۔ اور پھر کہا۔ وُہی جو تمہارا بھی رب ہے۔ اور تمہارے پہلے باپ دادوں کا بھی رب ہے۔ اس پر فرعون نے پھر اپنے درباریوں کو کہا۔ یہ تو کوئی مجنون معلوم ہوتا ہے۔ اپنی ہی کہے جاتا ہے۔ حضرت موسےٰؑ نے اس کی بھی پروانہ کی۔ اور نہ اس بات کا کچھ جواب دیا۔ کہ میں مجنون نہیں۔ بلکہ پھر خدا کی تعریف شروع کی۔ رب المشرق والمغرب وما بینھما۔ ان کنتم تعقلون۔ وُہ جو مشرق کا رب ہے۔ اور مغرب کا رب ہے۔ اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے۔ ان کا بھی رب ہے اگر ہو تم عقل کرنے والے۔

خونِ جگر کھانے کی ضرورت

۸ - "گویند سنگ لعل شود۔ در مقام صبر
آرے شود ولیک بخونِ جگر شود"

کہتے ہیں۔ کہ پتھر بھی اگر صبر کے مقام پر پہنچ جائے۔ تو لعل بن جاتا ہے۔ یہ درست ہے بے شک بن جاتا ہے لیکن خونِ جگر سے بنتا ہے۔ اس کا بننا کوئی آسان کام نہیں۔ بڑی محنت سے انسان کمال کو پہنچتا ہے اور جب کمال حاصل کر لیتا ہے۔ تبھی عزیز جہان بنتا ہے اسی سے یہ مثل بنی ہے کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی امریکہ میں ایک بڑے موجد اڈیسن صاحب گزرے ہیں جنہوں نے بجلی کی روشنی ایجاد کی۔ مسٹر اڈیسن نے بہت سی ایجادیں کی ہیں۔ ایک ایک ایجاد پر وُہ کئی کئی سال تک رات دن اس طرح غرق رہتے۔ کہ انہیں کھانا پینا اور میل ملاقات اور گھر کے آدمیوں کے تعلقات سب کچھ بھول جاتے تب جا کر کہیں ایک ایجاد کا عقدہ ان پر کھلتا جب میں امریکہ میں تھا۔ اس وقت وُہ زندہ تھے۔ ایک دفعہ وُہ اپنی ایجادات پر لیکچر دے رہے تھے۔ تو ایک شخص نے سوال کیا۔ کہ مسٹر اڈیسن یہ جو تم ایجاد کرتے ہو۔ وُہ نئی بات اپنے دماغ سے نکالتے ہو۔ یا تمہیں خدا کی طرف سے الہام ہوتا ہے۔ مسٹر اڈیسن نے جواب میں کہا:-

Well, Really speaking it is Inspiration. But I must tell you, my boy, that I pass through 99 perspirations before I get one Inspiration.

سچ بات یہ ہے۔ کہ ہر ایک ایجاد مجھے الہام ہی سے حاصل ہوتی رہی ہے۔ لیکن یہ بتا دینا ضروری ہے کہ ایک الہام کے حاصل کرنے کے واسطے مجھے ننانوے بار پسینوں میں سے گزرنا پڑتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے۔ کہ ایجادات کے خواہشمند جب رات دن ایک بات کی فکر میں مستغرق ہو جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ ان کے اس فکر اور غم کو ان کی دُعا اور درخواست کا مقام دے کر ان پر بذریعہ الہام اس ایجاد کا طریق منکشف کر دیتا ہے۔

خدا تعالےٰ سے تعلق کی برکت

۹ - "جے تُوں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو"

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ اے بندے اگر تو میرا بن جائے اور میرے احکام پر عمل کرے۔ اور مجھ سے کامل محبت کا تعلق پیدا کرے۔ تو تمام مخلوق تیری ہی ہو جائے اس میں شک نہیں۔ کہ ابتداءً خدا تعالےٰ کے پیاروں کی سخت مخالفت ہوتی ہے۔ اور لوگ بڑے بڑے دکھ دیتے ہیں۔ لیکن بالآخر ان کی سچائی لوگوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اور اکثر حصہ مخلوق کا ایک قدرتی کشش کے ساتھ ان کی طرف چلا آتا ہے۔ جو شخص خدا کا ہو جاتا ہے۔ اُسے دُنیا کی پرواہ نہیں ہوتی۔ دُنیا ایک ایسی چیز ہے۔ کہ جو اس کا طالب ہوتا ہے اس سے وُہ بھاگتی ہے۔ اور جو اس کو لات مارتا ہے۔ اور اس سے بیزار ہوتا ہے۔ اس کے پیچھے دوڑتی ہے۔ اور اس کو چمٹتی ہے۔ پس انسان کو چاہیئے۔ کہ خدا تعالےٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرے۔ اور خدا کا ہی بن جائے۔ اسی غرض کیلئے یہ جماعت بنائی گئی ہے۔

جب میں امریکہ میں تھا۔ تو ایک دفعہ یہ الفاظ میری زبان پر جاری ہوئے "ربّی تو میرا۔ میں تیرا۔ میں تیرا۔ تو میرا"

دنیا کے کام ختم نہیں ہوتے

(۱۰) "کار دنیا کسے تمام نکرد" جب خدام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملنے کے واسطے آتے تھے۔ اور رخصت چاہتے تھے۔ تو عموماً حضورؑ اصرار کیا کرتے تھے۔ کہ چند روز اور ٹھیرو۔ اس میں عموماً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ منشاء ہوتا تھا کہ چونکہ وہ زمانہ نبوت تھا۔ ممکن تھا۔ کہ وہ صاحب چند روز اور قیام کر کے کوئی نشان دیکھ لیں۔ یا ان کے حق میں کوئی الہام ہو جائے۔ یا ان کے واسطے کسی خاص دعا کا وقت مل جائے۔ اگر کوئی صاحب اپنے پچھلے کاموں کا ذکر کرتے۔ کہ چند ضروری کام کرنے ہیں۔ اس واسطے واپس جانا ضروری ہے۔ تو فرمایا کرتے "کار دنیا کسے تمام نکرد"۔ دنیا کے کام تو کسی سے ختم نہیں ہوتے ہر ایک شخص جو مرتا ہے۔ وہ کئی ایک کام بیچ میں ہی چھوڑ کر مر جاتا ہے۔ جن کی نسبت اس کا خیال ہوتا ہے۔ کہ یہ کام بہت ضروری ہیں۔ اور ان کو جلدی کرنا چاہئیے۔ وہ کام درمیان میں ہی رہ جاتے ہیں۔ اور وہ شخص دنیا کو چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔ "کار دنیا کسے تمام نکرد"

حواسِ انبیاء

(۱۱) فلسفی کو منکر از حنانہ است
از حواس اولیاء بیگانہ است

یہ مثنوی مولانا روم کا ایک شعر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو اس موقعہ پر لایا کرتے تھے۔ جب یہ ذکر ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کو بعض ایسی طاقتیں دے دیتا ہے۔ جو خارق عادت ہوتی ہیں۔ اور عام طور پر لوگوں میں نہیں پائی جاتیں۔ مثلاً آپ فرماتے تھے۔ کہ بعض دفعہ میں اپنے کمرے میں دروازے بند کئے ہوئے بیٹھا ہوتا ہوں۔ اور دوسرے کمرے کی اشیاء اس طرح دیکھ رہا ہوتا ہوں۔ کہ گویا کوئی دیوار درمیان میں حائل نہیں ہے۔ حنانہ اس ستون کا نام ہے جس کے ساتھ پشت لگا کر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ پیشتر اس کے کہ آپ کی مسجد مبارک میں کوئی ممبر ہو۔ جب ممبر طیار ہو گیا۔ اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس ممبر پر بیٹھے تو وہ ستون آپ کی جدائی میں رو دیا۔ اور صحابہ رسول نے اس کے رونے کو سنا۔ صاحب مثنوی اس واقعہ کی طرف اشارہ کر کے لکھتے ہیں۔ کہ فلسفی اس امر سے انکار کرتا ہے۔ کہ ستون رو دیا ہو۔ مگر وہ حقیقت سے بے خبر ہے۔ کیونکہ اولیاء اللہ کو جو حواس عطا کئے جاتے ہیں۔ ان سے فلسفی بے خبر ہوتا ہے۔

دعا دل سے ہو

(۱۲) فرمایا کرتے تھے۔ "صرف زبان سے کلمات کا تکرار کرنے میں برکت نہیں ہوتی جب تک کہ دل بھی اس کے ساتھ نہ ہو۔" دعا کے وقت انسان کو چاہئیے کہ جو کلمات دعائیہ مونہہ سے نکالے ان کے معنی اور مطلب کو سمجھتا ہو۔ اور اپنی دلی آرزو کے ساتھ ان کا مطالبہ اللہ تعالیٰ سے کرے۔ نہ کہ صرف لفظوں کو پڑھے اور اس کی قلبی کیفیت اس کے مطالب سے خالی ہو۔ ایسا پڑھنا بے اثر ہوتا ہے۔

موت کی طیاری

(۱۳) غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو
جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

یہ مقولہ عموماً آپ اس وقت فرمایا کرتے تھے۔ جب کہ آپ نے اس بات پر زور دینا ہوتا۔ کہ انسان کی زندگی کا کچھ اعتبار نہیں معلوم نہیں کس وقت موت اچانک آجائے انسان کو چاہئیے۔ کہ ہر وقت موت کے لئے طیار رہے ۹۱-۱۸۹۰ء کے موسم سرما کا واقعہ ہے جبکہ میں پہلی دفعہ قادیان آیا۔ اس وقت میں جموں ہائی سکول میں ٹیچر تھا۔ اور استاذی المکرم حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ خلیفہ اول بھی اس وقت جموں میں بطور شاہی طبیب تھے۔ جس دن میں قادیان پہنچا۔ صرف ایک مہمان اور تھے۔ سید فضل شاہ صاحب۔ جن کے صاحبزادے ڈاکٹر سید عنایت اللہ شاہ صاحب اب علی گڑھ کالج میں ملازم ہیں۔ بس اس شب ہم دو مہمان تھے۔ اور گول کمرہ ہمارا جائے قیام تھا۔ جو مسجد مبارک کی سیڑھیوں کے پاس اب تک اسی ہیئت وصورت میں موجود ہے۔ رات اس کمرہ میں آرام کرنے کے بعد جب صبح سویرے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سیر کے واسطے تشریف لائے تو سید صاحب اور حافظ حامد علی صاحب اور عاجز حضور کے ساتھ ہوئے۔ کھیتوں میں سے ایک چکر لگاتے ہوئے۔ قادیان کے مشرقی جانب ایک طرف سے جا کر دوسری طرف سے واپس آئے۔ راستہ میں میں نے سوال کیا کہ گناہوں سے بچنے کا کیا ذریعہ ہے۔ حضور نے فرمایا۔ "انسان طول امل نہ کرے اور موت کو یاد رکھے اس طریقہ سے گناہوں سے بچا رہتا ہے"

تبت میں دلائی لامہ کے تقرر کی عجیب رسم

(الفضل کے لئے ترجمہ)

جاپانیوں کی طرح تبت کے باشندوں کی امتیازی خصوصیت یہ ہے۔ کہ وہ اپنے بادشاہ کو جو دلائی لامہ کہلاتا ہے۔ دنیوی لحاظ سے حاکم اعلیٰ تصور کرنے کے علاوہ مذہبی دیوتا بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اور ان میں دلائی لامہ کے تعین اور تقرر کی ایک عجیب وغریب رسم مروج ہے۔ کچھ عرصہ ہؤا۔ تبت کا سابقہ دلائی لامہ مر چکا ہے۔ اس لئے تبتی لوگ کسی دوسرے دلائی لامہ کی تلاش میں معروف ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے۔ کہ جو شخص تخت کا جانشین مقرر ہوتا ہے۔ وہ سابقہ تخت نشین کا کامل مظہر ہوتا ہے۔ ان کا اس بات پر بھی ایمان ہے۔ کہ سابقہ دلائی لامہ کا مظہر کامل وہ بچہ ہوتا ہے۔ جو اس کی وفات کے بعد سب سے پہلے تولد ہو۔ چنانچہ اس وقت تبت کے تمام سرکردہ رہنما ایسے بچے کی تلاش میں ہیں۔ جو دلائی لامہ کی وفات کے بعد سب سے پہلے پیدا ہوا۔ اور ہر والدین کی یہ زبردست خواہش ہوتی ہے۔ کہ یہ سعادت انہی کے بچے کے حصہ میں آئے۔

ایسے بچے کی شناخت کا طریق یہ ہے۔ کہ جب کبھی کوئی ایسا موقع پیدا ہوتا ہے۔ تو بہت سے بچے بطور امیدوار منتخب کئے جاتے ہیں۔ اور تحقیق وتدقیق کے بعد تعداد کم ہوتی ہوتی ایک درجن رہ جاتی ہے۔ اس کے بعد شناخت کا ایک نہایت دقت پسند امر باقی رہ جاتا ہے اور وہ اس بات کا پتہ لگانا ہوتا ہے۔ کہ ان بچوں میں سے متوفی دلائی لامہ کی روح کس کے اندر حلول کر چکی ہے۔ اس کا پتہ بچوں کے کندھوں کے ایک نشان کے ذریعہ لگایا جاتا ہے یہ نشان ہر تبتی کے کندھے پر ہوتا ہے۔ جس کی شکل چاند کی سی ہوتی ہے۔ اور ان بارہ بچوں میں سے وہی بچہ دلائی لامہ کا جانشین مقرر ہوتا ہے۔ جس کے کندھے کے نشان کی شکل چاند کی اس شکل کے ساتھ جو کہ دلائی لامہ کی وفات کے وقت تھی۔ زیادہ سے زیادہ مشابہت رکھتی ہو۔ اس طریق سے جب مطلوبہ بچہ مل جاتا ہے۔ تو اسے والدین کے قبضہ سے لے لیا جاتا ہے۔ اور اس کی تربیت کے لئے مذہبی قائدین بطور اتالیق مقرر کئے جاتے ہیں۔ بچے کے والدین جو عموماً غریب ہوتے ہیں۔ انہیں اعلیٰ اعزاز دئے جاتے ہیں۔ اور انہیں اکابرین ملک میں شمار کیا جاتا ہے۔

سلطان ابن سعود اور مجلس احرار

لائل پور۔ ۳۰ دسمبر۔ لائل پور کی انجمن اہل حدیث کا یہ اجلاس مجلس احرار پنجاب کے اس مذموم رویہ کو نہایت نفرت وحقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ جو اس نے حکومت حجاز کے خلاف فتنہ وفساد پھیلانے کی غرض سے جاری کر رکھا ہے۔ اور جلالۃ الملک شاہ حجاز کے خلاف عداوت اور بغاوت پیدا کرنے والے جذبات کو فروغ دینے کی غرض سے جاری کر چکی ہے۔ لہذا مجلس احرار کے اس قسم کے لب ولہجہ اور جلسوں اور ریوم آرائیوں کو نہایت تشویشناک اور دل آزار تصور کرتا ہے۔

(۲) یہ اجلاس مجلس احرار کے اس نظریہ کی تردید کرتا ہے۔ کہ کان کنی کے معاہدہ سے حجاز کی خود مختاری سلب ہو جائے گی۔ کیونکہ معاہدہ کی دفعات کی کوئی شق ایسی نہیں ہے۔ جسے یورپی عوام کی حجاز میں مداخلت کا مترادف قرار دیا جا سکے۔ البتہ احرار کے اس رویہ سے ایسے فتنوں کے دروازے ضرور کھل سکتے ہیں۔ جن سے آزادیٔ حجاز کو نقصان پہنچ سکے

(۳) یہ اجلاس اہل حدیث ارکان احرار سے استدعا کرتا ہے۔ کہ وہ مجلس احرار کو اس رویہ پر نظر ثانی کرنے کی طرف توجہ دلائیں۔ یا ایسے حالات کی موجودگی میں خود ہی مجلس احرار سے علیحدہ ہو جائیں۔ یہ اجلاس اہل حدیث لیگ جامعہ سعیدیہ بنارس کی منظور کردہ قراردادوں کی پر زور تائید کرتا ہے۔ کارروائی کو اخبارات میں بھیجا جائے۔

(محمد حسن ناظم انجمن اہل حدیث لائل پور)

اصلاح و ارتقا سے نفرت اور قدیم قبائلیت پر اصرار

کیا ڈاکٹر سر محمد اقبال کا نظریہ قابلِ عمل ہے

پنڈت جواہر لال نہرو کی دلچسپ تصریحات

(۲)

مسلمانوں میں یکجائیت کون پیدا کریگا

جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے سر اقبال کی یہ خواہش معلوم ہوتی ہے۔ کہ ان میں تشدد اور جبر سے یکرنگی پیدا کی جائے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ مسلمانوں میں سے کون اس قسم کا مشترکہ معیارِ اعتقاد و عمل قائم کرے گا۔ جس پر سب مسلمان کاربند ہو جائینگے کیا جمیعۃ العلماء والوں کا کوئی مستقل کمیشن مقرر ہوگا۔ جو جبر و تشدد کرنے والوں کو مشورہ دیا کرے گا۔ جیسا کہ رومن کیتھولک مذہب والے شاہان یورپ کو ان کے زمانہ اقتدار میں مشورے دیا کرتے تھے۔ مگر سر اقبال تو علماء اور مولویوں کی موجودہ نسل کو بھی پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے "دنیائے اسلام کے حریص اور جاہل ملاؤں نے موجودہ زمانہ میں پریس کی آزادی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نہائت بے باکی سے قبل اسلام کے مجوسی تخیلات کو بیسویں صدی کی پیشانی پر چپکانے کی کوشش کی ہے۔" اس کے برعکس انہوں نے ایسے "نام نہاد آزاد خیال مسلمانوں" سے بھی بیزاری کا اظہار کیا ہے۔ "جو اپنے ہم مذہبوں کو رواداری کی تعلیم دینے کی حد تک پہونچ چکے ہیں"

دیوان عالی قائم کرنے کی مضحکہ خیز تجویز

موجودہ حالات میں کسی ایسے قابل قبول دیوان کا انتخاب یا نامزدگی جو دینی احکام کے متعلق فتوے صادر کرے آسان کام نہیں۔ اور یہ بات اظہر من الشمس ہے۔ کہ نیک اور راسخ العقیدہ لوگوں میں بھی اکثر اختلاف پیدا ہو جاتا ہے اور آخر میں ہر شخص کا ذاتی عقیدہ اس کا صحیح عقیدہ اور دوسرے شخص کا ذاتی عقیدہ باطل عقیدہ بن جاتا ہے۔ بہرحال اگر اس قسم کا دیوانِ عالی قائم کر دیا جائے۔ تو اس کا تعلق صرف مسلمانوں سے ہوگا۔ لیکن اسلام چونکہ ایک تبلیغی مذہب ہے اس لئے دوسرے مذاہب سے تعلق رکھنے والے امور بھی بکثرت پیدا ہوں گے۔ موجودہ وقت میں بھی اس قسم کے بعض مشکوک سوال خصوصاً عورتوں کے متعلق پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں۔ بعض مذہب سے ناواقف غیر مسلم لڑکیاں مسلمانوں سے شادی کر لیتی یا مسلمانوں کے ساتھ فرار ہو جاتی ہیں یا انہیں اغوا کر لیا جاتا ہے۔ اگر وہ ڈاکٹر اقبال کے اسلام سے کسی قسم کا انحراف کریں۔ تو کیا ان پر بھی ارتداد کی سخت سزا لازم آئے گی۔

اگر سر اقبال کی تجاویز پر عمل کیا جائے۔ تو کیا ہوگا۔ یہ کہ خالص مذہبی دائرہ میں ایک دیوان عالی قائم ہوگا۔ اختلاف کرنے والوں کی سرکوبی کے سامان ہوں گے۔ خواہ ان کا اختلاف کتنا ہی نیک نیتی پر مبنی ہو۔ اخراج کفر کی سزا اور "نام نہاد آزاد خیال مسلمانوں" کے استیصال اور رسم رواداری کی ممانعت کے ذرائع موجود ہونگے۔ ان کا زندگی کے دوسرے شعبوں پر بھی یکساں اثر پڑے گا۔ کیونکہ اسلام اور ہندو ازم تنگ حلقہ میں رہنے کے قائل نہیں۔ وہ کشادہ اور وسیع مذہب ہیں۔ اور ان کا تعلق زندگی کے ہر شعبہ سے ہے۔

ضابطہ دیوانی میں تبدیلیاں

اس سلسلہ میں دوسرا قدم قدیم مذہبی کتب کے مطابق شخصی قانون رائج کرنے کی طرف اٹھایا جائیگا۔ اصولاً برطانوی عدالتوں میں اس شخصی قانون کا ہندوؤں اور مسلمانوں پر اب بھی اطلاق ہوتا ہے۔ لیکن عملاً اس میں بہت سی تبدیلیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ برطانوی ہند میں مروجہ ضابطہ فوجداری کا مسلمانوں اور ہندوؤں کے قوانین سے کوئی تعلق نہیں۔ ضابطہ دیوانی میں اختلاف زیادہ نمایاں نہیں۔ اور وراثت۔ شادی۔ طلاق۔ تبنیت وغیرہ کے متعلق معاملات میں قدیم قوانین کے مطابق ہی عمل کیا جاتا ہے۔ لیکن ان میں بھی بعض تبدیلیاں رونما ہو گئی ہیں۔ اور ان کے دائرہ کو زیادہ وسیع کرنے کیلئے متواتر کوشش کی جا رہی ہے ہندوؤں میں طلاق کا قانون اور شاردا ایکٹ اس کی مثالیں ہیں۔ وراثت کے متعلق ایک عجیب قانون اودھ جائداد ایکٹ ہے۔ جس کی نرالی اور عجیب دفعات کا اطلاق اودھ کے تمام تعلقداروں پر ہوتا ہے۔ خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان یا عیسائی

قدامت پسندوں کے تتبع کا نتیجہ

اگر قدامت پسند لوگوں کی خواہشات کا تتبع کیا جائے۔ تو قدیم شخصی قوانین سے پہلوتہی کی طرف رجحان کو خیرباد کہنا پڑے گا۔ اس قسم کی کوشش صوبہ سرحد میں کی جا رہی ہے جہاں پچھلے دنوں شریعت بل کو سیلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا گیا تھا۔ اس بات کا مجھے علم نہیں۔ کہ اس بل کا کیا حشر ہوا۔ کونسل میں اس بل پر بحث کے دوران میں ایک رکن نے اسلام کے بنیادی اصول کی تشریح کرتے ہوئے کہا تھا۔ "بل کے پاس ہو جانے کی صورت میں ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ قانون کے اجرا میں سختی سے شریعت کی پابندی کی جاتی ہے۔ کیونکہ کوئی غیر مسلم اس کام کو سرانجام نہیں دے سکتا۔ میں شریعت کے جزوی اطلاق کے خلاف ہوں۔ میرا منشاء یہ ہے۔ کہ شریعت کا مکمل طور پر نفاذ ہو۔"

یہ مطالبہ کہ صرف مسلمان کو ہی شریعت کے احکام کے نفاذ کا اختیار دیا جائے۔ معقول معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ غیر مسلم شریعت کی باریکیوں کو نہیں سمجھ سکتا۔ اس طرح اگر مسلمان اپنے علیحدہ دارالقضاء قائم کر لیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ ہندوؤں کو یا کسی اور مذہبی جماعت کو اس قسم کے حق سے محروم رکھا جائے۔ اندریں حالات ہر ایک جغرافیائی رقبہ میں علیحدہ علیحدہ فرقوں کی علیحدہ علیحدہ اور خود مختار عدالتیں ہوں گی۔ اور نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ نہ صرف غیر ملکی ہم سے الگ ہو جائینگے بلکہ تمام آبادی کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ اور شائد یہی صورت جداگانہ انتخابات کی ایک ارتقائی شکل کا نمونہ ہوگی۔

بے شمار الجھنیں

ان علیحدہ علیحدہ عدالتوں کے ہر گروپ کے علیحدہ علیحدہ قوانین اور طریق ہائے ضابطہ ہونگے بلاشبہ اس صورت میں جبکہ فریقین مختلف مذہبی گروہوں سے تعلق رکھتے ہوں گے۔ مشکلات پیدا ہونگی۔ اور اس وقت یہ سوال پیدا ہوگا۔ کہ وہ کس عدالت میں سلسلہ جنبانی کریں اور کونسے قانون کی پیروی کریں۔ ہو سکتا ہے کہ اس قسم کے معاملات کا فیصلہ کرنے کے لئے مشترکہ عدالتیں قائم ہو جائیں۔ اور مختلف قوانین اور ضابطوں کی معجون تیار کی جائے۔ لیکن فوجداری مقدمات میں خاص طور پر دقت پیدا ہوگی۔ اگر ایک ہندو کسی مسلمان کی کوئی چیز چرا لیتا ہے۔ تو سوال پیدا ہوگا۔ کہ کونسے قانون کے ماتحت کارروائی کی جائے۔ اسی طرح زنا کے معاملات میں جبکہ فریقین علیحدہ علیحدہ مذہب سے تعلق رکھتے ہوں اس قسم کی الجھنیں پیدا ہو جائیں گی۔ اور دو ضابطوں میں کسی ایک کو اختیار کرنے کے نتائج نہائت ہولناک ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے۔ کہ دونوں ضابطوں کی تجویز کردہ سزائیں بہت مختلف ہوں۔ مجھے اس بات کا علم نہیں۔ کہ منو نے چوری اور زنا کے لئے کونسی سزائیں تجویز کی ہیں۔ لیکن میرا خیال ہے (اگر غلط ہے تو میں اس کی اصلاح کرنے کے لئے تیار ہوں) کہ قدیم اسلامی قانون کی رو سے چور کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے اور زنا کرنے والوں کو سنگسار کیا جاتا ہے۔

عدالتی نظام میں رخنے

میرے خیال میں اس قسم کے حالات کی موجودگی میں ہماری عدالتوں کے نظام میں سخت الجھنیں پیدا ہو جائیں گی۔ جو کئی قسم کی پیچیدگیاں اور باہمی کشمکش پر منتج ہوں گی۔ ہاں بالواسطہ اس کا ایک فائدہ ضرور ہوگا۔ اور وہ یہ کہ ضابطوں اور قوانین کی الجھنوں کو سلجھانے کے لئے بہت سے وکلاء کی ضرورت پیدا ہو جائے گی۔ اور شائد اس طرح متوسط طبقات کی عالمگیر بیکاری میں کمی واقع ہو جائے۔

سناتنیوں اور مسلمان علماء کے دورِ حکومت کا خاکہ

اگر سر اقبال اور سناتنی ہندوؤں کے ایسے خیالات کو حیطۂ عمل میں لایا جائے۔ تو اس کے اور بہت سے دوررس نتائج پیدا ہونگے مسلمانوں کا مطمح نظر یہ ہوگا۔ کہ عرب کی ساتویں صدی عیسوی میں مروجہ معاشرتی حالت کا احیاء کیا جائے۔ اور ہندوؤں کے پیش نظر یہ مقصد ہوگا۔ کہ ہندوستان کی دو ہزار سال یا اس سے بھی زیادہ قبل کی معاشرتی زندگی کو دوبارہ رائج کیا جائے۔ اہل زمانہ کی دیانتدارانہ جدوجہد کے باوجود زمانہ قدیم کے سنہری دور کا احیاء تو بعید از امکان ہے۔ لیکن اس بات کی کوشش کی جائیگی

کہ ہماری معاشرتی اور اقتصادی زندگی کی عمارت ہمیشہ کے لئے ایک ہی طرز کی بن جائے۔ جس میں ہرگز کوئی تبدیلی نہ ہو سکے۔ اصلاحی تحریکیں قدرتی طور پر نفرت کی نگاہ سے دیکھی جائیں گی۔ یا انہیں دبا دیا جائے گا۔ بغاوت کے قانون کی رسی اور دراز ہو جائے گی۔ اور نئی قسم کے جرائم ضابطہ تعزیرات میں داخل کئے جائیں گے۔ عورتوں میں پردہ کے رواج کو اڑانے کی حمایت مسلمانوں کی طرف سے ایک جرم تصور ہو گا۔ اسی طرح ذات پات کے بندھنوں کو توڑنا یا بل رکھنا کھانا سناتنیوں کی طرف سے جرم قرار پائے گا۔ ڈاڑھی مسلمانوں کے لئے اور تلک اور چوٹی ہندوؤں کے لئے لازمی قرار پائے گی۔ اور فی الحقیقت ہر مذہب و ملت کے ذات پسند دولت کی خدمت اور پرستش میں لگ جائیں گے۔ خصوصاً اس وسیع دولت اور نذرانوں کی پرستش میں جن کا تعلق مذہبی یا نیم مذہبی اداروں سے ہو گا۔

سناتنیوں اور علماء کے مشترکہ دور حکومت کی کیفیت کا مختصر سا خاکہ جو اوپر کھینچا گیا ہے شاید مبالغہ آمیز ہو۔ تاہم یہ کوئی خیالی تصور نہیں۔ کیونکہ ہر وہ شخص جو ان کی گذشتہ سرگرمیوں سے واقف ہے۔ ضرور اس کی تائید کرے گا۔ مجھے اس بات کا ڈر ہے۔ کہ میں سر اقبال اور سناتنیوں کے نظریے سے متفق نہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ میں ان کی متحدہ حکومت کے ماتحت زندگی بسر نہیں کر سکوں گا۔ اور شاید مجھے جیل میں ہی دن گزارنے پڑیں۔ میں نے حکومت برطانیہ کے زیر سایہ اپنی زندگی کا بیشتر حصہ جیل میں گزارا ہے۔ لیکن مجھے کوئی خاص وجہ نظر نہیں آتی کہ میں اس نئے دور حکومت میں اپنے زمانہ جیل کو اور دراز کرنا چاہوں۔

سر اقبال کے متعلق حیرت و استعجاب

بہرحال میری ذات کوئی اہمیت نہیں رکھتی سب سے اہم سوال تو ہندوستان اور اس میں رہنے والے لاکھوں نفوس کا ہے۔ میرے لئے یہ بات سخت حیرانی کا باعث ہے۔ کہ ہمارے لاکھوں ہمسائے تو نان شبینہ تک کو ترستے اور حیوانوں کی سی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ لیکن ہم ان کی زبوں حالی کو نظر انداز کر کے فلسفہ اور منطق کی بحثوں میں پڑے ہوئے انکی روحانی بہبودی کے راگ الاپ رہے ہیں۔ اور زمانہ حال کے اہم مسائل سے پہلو تہی کر کے زمانہ ماضی کے مسائل پر فضول بحث کر رہے ہیں۔ جہاں دنیا بھر کے سمجھدار مرد اور عورتیں انسانی بہبودی اور بنی نوع انسان کو خستہ حالی سے نکالنے کے مسائل پر سرگرم فکر ہیں۔ وہاں ہم جنہیں اصلاح اور تبدیلی کی سب سے زیادہ ضرورت ہے بےفکری سے ان خیالات میں سرگرداں ہیں۔ کہ ہزاروں سال قبل ہمارے آباؤ اجداد کونسے اشغال میں مشغول تھے۔ میں حیران ہوں۔ کہ سر اقبال ایسا شاعر اپنے ماحول کی مضطربانہ کیفیت سے اس درجہ بےحس ہے۔ میں حیران ہوں۔ کہ سر اقبال ایسا عالم اور مفکر سلطنتوں کے اندر سلطنتیں قائم کرنیکی خیالی اور وہمی تجاویز پیش کر رہا ہے۔ اور ایک ایسے مجلسی نظام کا حامی ہے۔ جو زمانہ قدیم کو ہی زیب دیتا تھا۔ اور موجودہ زمانے کے لحاظ سے قطعاً ناقابل عمل ہے۔

گروہ احرار

آپ کی طرح مجھے خود بھی ہے اسکا اقرار
قوم کے واسطے لازم ہے گروہ احرار

پاؤں جسکے نہوں آزاد گرانباری سے
دو قدم راہ کا چلنا بھی ہے اسکا دشوار

گر کسی قوم میں آزادئ گفتار نہیں
اس کے جینے کے بظاہر ہیں بہت کم آثار

ٹوک دو پاؤں میں رہبر کے جو لغزش دیکھو
کہ نہ ہٹ جائے کہیں جادۂ حق سے رفتار

گر کبھی حق کے خلاف ان سے کوئی بات سنو
برسر بزم یہ کہہ دو کہ غلط ہے گفتار

دل میں جو کچھ ہے وہ بےخوف زباں پر آئے
دل کا آئینہ ہو گویا یہ زبان گفتار

لیکن افسوس تو اس کا ہے کہ بدبختی سے
اس کا مفہوم ہی کچھ اور ہیں سمجھے احرار

منہ میں جو آئے وہ بکتے ہیں اُسے حق سمجھے ہیں
دل سے اسکا نہ یقیں ہے نہ عمل سے اقرار

نہ بزرگوں کا ادب ہے نہ اکابر کا لحاظ
نہ تخاطب میں وہ اسلام کا سنجیدہ وقار

قولِ حق کی جو نصیحت ہے وہ اوروں کیلئے
اور اپنا یہ عمل ہے کہ اماں اور حذار

دل تہی مایہ ہے لیکن جو زباں کو دیکھو
لفظ لفظ اس کا ہے ہمپایۂ دُرِ شہوار

دوستو! دل میں متانت سے ذرا غور کرو
یہ صداقت کا نشاں ہے۔ کہ حماقت کا شعار

قوم الفاظ کے عنصر سے نہیں بنتی ہے
بلکہ اقوام کے بننے کا ہے معنی پہ مدار

قول اس وقت ہے ایماں کا رتبہ پاتا!
جبکہ قلب اور جوارح سے ہو اُس کا اقرار

[illegible]

مسلمان زعماء کی گفتار اور کردار

کیا ہی عجیب بات ہے۔ کہ مسلمان زعماء بڑی صفائی کے ساتھ یہ اقرار کرتے ہیں۔ کہ "ہندوستانی مسلمانوں میں اتفاق کا فقدان ہماری انتہائی بدقسمتی ہے۔ ہم زندگی کے ہر شعبہ میں مثلاً سیاست و معاشرت حتیٰ کہ مذہب جس میں ہم کو اخوت و محبت برتنی چاہئے تھی۔ آپس میں شدید اختلاف رکھتے ہیں۔" وہ یہ بھی مانتے ہیں۔ کہ "بعض خاص معاملات [illegible] قائم کئے جا سکتے ہیں۔" وہ یقین کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ "اپنی برادری کے علاوہ دیگر مسلمانوں کو خود سے علیحدہ نہیں کرنا چاہئے اپنی شادی و غم کے مواقع پر دیگر مسلمانوں کو بلا تفریق بلانا چاہئے۔" حتیٰ کہ وہ یہ کہنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ ہم ہیں۔ کہ فرقے مختلف اوقات میں پیدا ہوئے ہیں۔ ان فرقوں کے عقائد سے کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو۔ یہ سمجھنا چاہئے۔ کہ اگر وہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا ہادی اور راہنما تسلیم کرتے ہیں۔ اور قرآن پاک کو خدائے واحد کا صحیح اور آخری کلام جانتے ہیں۔ تو ہمیں کوئی حق حاصل نہیں۔ کہ ان کو مسلمانوں سے خارج کر دیا جائے۔" لیکن ان میں اتنی ہمت نہیں۔ کہ جو لوگ مسلمانوں میں اس قسم کی فتنہ انگیزی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ ان کے خلاف آواز اٹھائیں۔ اور نہ صرف یہی نہیں۔ بلکہ اپنے ذاتی مفاد کی خاطر ان کی ہاں میں ہاں ملانا بھی شروع کر دیتے ہیں۔

مندرجہ بالا الفاظ ایک ایسے ہی صاحب کے ۳۰ر دسمبر کے احسان میں شائع ہوئے ہیں۔ جو احرار کی شورش کے دوران میں بعض اور لوگوں کی طرح جماعت احمدیہ کو مسلمانوں سے خارج کرنے کا فتوےٰ دے چکے ہیں۔

دار الادب پنجاب کی مطبوعات
وہ کتابیں جنہوں نے ادبیاتِ اردو میں انقلاب پیدا کر دیا ھے
لیلیٰ کے خطوط اور روزنامچہ ہندوستان کے مشہور فلسفی ادیب قاضی عبد الغفار کی شاہکار تصنیف فطرتِ انسانی کے دو نقش۔ ایک فریاد ہے غم نصیب عورت کی ایک داستان ہے عیش پرست "مرد ظالم" کی۔ موجودہ ہندوستانی سوسائٹی کے عبرتناک حالات۔ تمدن۔ مذہب اور معاشرت پر دلچسپ بحث۔ قیمت تین روپے آٹھ آنے۔
ایوانِ تصور بلبل ہند شریمتی سروجنی نیڈو کے دلکش اور رنگین گیتوں کا آواز۔ ترجمہ از ظفر قریشی دہلوی بی۔ اے۔ ہندوستانی معاشرت کی خوبصورت تصویر۔ مشرقی تمدن کا دلفریب مرقع۔ اوقاتِ فرصت میں وجد آور کیفیات پیدا کرنیوالی کتاب۔ قیمت دو روپے۔
عجیب قاضی عبد الغفار کی تازہ تصنیف۔ عجیب کلب کے عجیب ممبروں کے عجیب حالات۔ پھڑکتی ہوئی آپ بیتیاں۔ زندگی کے مختلف عنوانات پر دلچسپ بیانات۔ قیمت ایک روپیہ۔
انقلاب ۵۷ء کی تصویر کا دوسرا رُخ غدر ۱۸۵۷ء چند شوریدہ سر فوجیوں کی سرکشی کا نتیجہ نہ تھا۔ بلکہ ہندوستانی محبانِ وطن کی آزادی کے لئے پہلی کوشش تھی۔ غیر ملکی حکومت کے مظالم نہتے شہریوں پر۔ مترجمہ شیخ حسام الدین بی۔ اے۔ قیمت ایک روپیہ۔
انقلاب فرانس مشہور محب وطن نوجوان ادیب بارتی کی زبردست تصنیف۔ تاریخ انقلاب فرانس کا خونین ورق۔ ہندوستانی نوجوانوں کے لئے شمع ہدایت۔ قیمت بارہ آنے۔
ملنے کا پتہ:۔ دار الادب پنجاب بارود خانہ سٹریٹ لاہور

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی علی ولد احمد ذات ارائیں سکنہ گڑھ مہاراجہ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۲۴ ۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہئے۔ تحریر مورخہ ۱۲ ۱۲/۳۵ دستخط چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

(مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی مرید حسین ولد عطا حسین ولد عنایت شاہ ذات قریشی سکنہ پیر عبدالرحمن تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۲۴ ۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام شورکوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہئے۔ تحریر مورخہ ۱۲ ۱۲/۳۵ دستخط چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

(مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی دسوندا رام ولد کالو رام ذات سہگل سکنہ حویلی موہن گڑھ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۲۷ ۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہئے۔ تحریر مورخہ ۲۲ ۱۲/۳۵ دستخط چیئرمین مصالحتی قرضہ بورڈ ضلع جھنگ

(مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی عبدالحمید ولد سارنگ ذات کھوکھر سکنہ چک نمبر ۱۰ جھنگ برانچ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۳۰ ۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام چنیوٹ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہئے۔ تحریر مورخہ ۲۲ ۱۲/۳۵ دستخط چیئرمین مصالحتی بورڈ ضلع جھنگ

(مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی بہادر ولد ستی ذات سہل چک نمبر ۱۲۶ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۳۰ ۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہئے۔ تحریر مورخہ ۲۲ ۱۲/۳۵ دستخط چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

(مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے کہ مسمی لال ولد میاں کرم داد ذات نکوکارہ سکنہ چک نمبر ۱۲۹ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۳۱ ۱/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہئے۔ تحریر مورخہ ۱۸ ۱۲/۳۵ دستخط چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

(مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی کرم شاہ ولد منگا شاہ ذات سید بخاری سکنہ ودارا شاہ تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱ ۲/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہئے۔ تحریر مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۹۳۵ء دستخط چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

(مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمات جندو بیوہ بدھو ذات مصلی سکنہ مونڈا تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۵ ۲/۳۶ تاریخ پیشی بمقام بھبھ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہئے۔ تحریر مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۹۳۵ء دستخط چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

(مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی عیسیٰ شاہ ولد شکور شاہ ذات سید سکنہ کٹی سید براہم تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۶ ۲/۳۶ تاریخ پیشی بمقام بھبھ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہئے۔ تحریر مورخہ ۲۰ ۱۲/۳۵ دستخط چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

(مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی شیر محمد ولد غلام قاسم ذات قریشی سکنہ بوہڑ پیر غلام جھانیاں تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۸ ۲/۳۶ تاریخ پیشی بمقام سمن برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہئے۔ تحریر مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۹۳۵ء۔ دستخط چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

(مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی محمد علی ولد بختاور ذات نیکوکارہ سکنہ چک نمبر ۱۲۶ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۹ ۲/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہئے۔ تحریر مورخہ ۱۸ ۱۲/۳۵ دستخط چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

(مہر عدالت)

فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی نتھو ولد قائم ذات بھروانہ سکنہ چاہ باقر والہ داخلی موکھیانہ تحصیل و ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱۵ ۲/۳۶ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہئے۔ تحریر مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۳۵ء دستخط چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ۔

(مہر عدالت)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لاہور ۴ جنوری۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے ضلع لاہور کی حدود میں مجلس مرکزیہ اتحاد ملت کی کانفرنس کے انعقاد کی جو ۹-۱۰-۱۱ جنوری کو منعقد کیجانے والی تھی۔ ممانعت کر دی ہے۔ آج شہر میں منادی کرائی گئی۔ کہ مجلس مرکزیہ اتحاد ملت کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی کانفرنس میں کوئی پبلک آدمی حصہ نہ لے۔ خلاف ورزی کرنے والا گرفتار کیا جائے گا۔ ارکان مجلس اتحاد ملت کو بھی نوٹس دیا گیا ہے۔ کہ ان کا کانفرنس میں شامل ہونا یا حصہ لینا ممنوع ہے۔

قاہرہ ۴ جنوری۔ جامعہ ازہر مصر کے سات ہزار طلباء نے ہڑتال کر دی ہے۔ دو ہزار طلباء کا جتھہ گذشتہ فسادات میں ہلاک شدہ طلباء کی یادگار پر پھول چڑھا رہے تھے۔ پولیس کے ساتھ تصادم ہو گیا۔ طلباء متحدہ پارٹی سے قطع تعلق کی دھمکی دے رہے ہیں۔ طلباء اور پولیس کے درمیان تصادم کے نتیجہ میں ۱۴ اشخاص مجروح ہوئے۔

برلن ۴ جنوری۔ ایک جرمن مدبر نے صاف الفاظ میں واضح کیا ہے۔ کہ جرمنی اس وقت اپنی بحری اور بری فوج اور ہوائی طاقت میں کسی قسم کی تخفیف کرنے کے لئے تیار نہیں

بمبئی ۴ جنوری۔ کل مسٹر ڈین شا جو ریزرو بنک آف انڈیا کے ڈائرکٹر تھے حرکت قلب بند ہو جانے سے فوت ہو گئے۔

لاہور ۴ جنوری۔ آج مجسٹریٹ درجہ اول لاہور کی عدالت میں انہدام مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں گوردوارہ شہید گنج اور گوردوارہ پربندھک کمیٹی لاہور کے اکالیوں کے خلاف مقدمہ کی سماعت ہوئی۔ جس میں شاہی مسجد کے خطیب کے بیانات قلمبند کئے گئے۔ مقدمہ کی مزید سماعت ۱۰ فروری پر ملتوی ہوئی۔

ڈیسی ۴ جنوری۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ حبشی افواج نے دو اطالوی طیاروں کو پکڑ لیا۔ اور چھ اطالوی ہلاک کئے۔

عدیس ابابا ۴ جنوری۔ مکالے کے جنوب مشرق میں اطالوی اپنی چوکیاں اٹھا رہے ہیں۔ کیونکہ حبشی افواج جنوب مشرق کی جانب بڑھی چلی آ رہی ہیں۔

لاہور ۴ جنوری۔ کل پانچ سکھوں کا دوسرا جتھہ جو جواہر سنگھ ایم۔ ایل۔ سی کی زیر قیادت گوردوارہ ڈیرہ سے کرپانیں لٹکا کر نکلا۔ گرفتار کر لیا گیا۔ سردار نریندر سنگھ سٹی مجسٹریٹ نے ملزمین کو ایک ایک دن کی قید محض کی سزا دی۔ سیالکوٹ سے چار سکھوں کے ایک اور جتھہ کو جو لاہور آ رہا تھا۔ شاہدرہ کے قریب گرفتار کیا گیا۔

لاہور ۴ جنوری۔ کل صبح لاہور ریلوے سٹیشن پر ہوڑہ ایکسپریس کے تھرڈ کلاس کے ڈبہ میں ایک لاوارث ٹرنک پایا گیا جس میں سے ایک چالیس سالہ سکھ کی نعش برآمد ہوئی۔ پولیس مصروف تفتیش ہے

لکھنؤ ۴ جنوری۔ مسٹر رفیع احمد قدوائی نے پریس کو ایک بیان دیا ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ کانگریس کو چاہئے۔ کہ جدید دستور اساسی کو ناقابل عمل بنانے کی کوشش کرے۔

اسمارہ ۴ جنوری۔ ایک اطالوی سرکاری اعلان مظہر ہے۔ کہ شمالی میدانوں اور خصوصاً ایریٹریا میں گذشتہ ماہ مختلف متعدی امراض سے ۲۹۵ اطالوی ہلاک ہوئے۔

عدیس ابابا ۴ جنوری۔ جنوبی محاذ جنگ سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ عنقریب اٹلی کی طرف سے زبردست حملہ ہونے کی توقع ہے جس سے پہلے بطور پیش خیمہ کئی مقامات پر بمباری شروع کر دی گئی ہے۔ چنانچہ کل ڈگا بور پر چار ہوائی جہاز بمباری کرتے رہے۔

عدیس ابابا ۴ جنوری۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ سویڈش ریڈ کراس کیمپ پر بمباری سے تیس مریض ہلاک اور پچاس مریض زخمی ہوئیں۔ سویڈن میں اٹلی کے اس فعل کے خلاف سخت اظہار غم و غصہ کیا جا رہا ہے۔

جنیوا ۴ جنوری۔ حکومت حبشہ نے لیگ آف نیشنز کو اطلاع دی ہے۔ کہ اگر اٹلی نے بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی جاری رکھی۔ تو ان اطالوی باشندوں کی جو عدیس ابابا میں اقامت گزیں ہیں۔ ذاتی جائدادیں ضبط کر لی جائینگی۔

کوئٹہ ۴ جنوری۔ آج صبح کوئٹہ میں بجکر بیس منٹ پر زلزلہ کا خفیف جھٹکا محسوس کیا گیا۔ لوگ گھبرا کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ نقصان جان و مال کی کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

لاہور ۴ جنوری۔ آج انہدام مزار کاکو شاہ کے سلسلہ میں تارا سنگھ جتھہ دار لوکل اکالی دل ضلع لاہور و دیگر سولہ سکھوں کے خلاف مقدمہ کی سماعت مسٹر ڈبل مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں ہوئی جس میں گیارہ گواہان صفائی کے بیانات قلمبند کئے گئے۔

پیکنگ ۴ جنوری۔ شمالی چین کے طلبا نے تحریک خود مختاری کے خلاف اپنی سرگرمیوں کو از سر نو شروع کر دیا ہے۔ دو سو طلباء نے پانچ لاریوں میں سوار ہو کر نانکنگ پہونچنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اور اس بات کا قصد کیا ہے۔ کہ یا تو وہ دارالخلافہ پہنچینگے یا مر جائینگے

کراچی ۴ جنوری۔ معلوم ہوا ہے۔ ریاست خیرپور کے ولیعہد شہزادہ کے تخت کا ایک اور شخص نے جو شہزادہ مذکور کا چچا ہے دعویٰ کیا ہے۔ اس کا بیان ہے کہ شہزادہ تخت کا جائز وارث نہیں۔

کلکتہ ۴ جنوری۔ آج خلافت کانفرنس میں صدارتی تقریر کرتے ہوئے نواب آف چھتاری نے یہ تجویز پیش کی۔ کہ ہریجنوں کو ہندوؤں کی غلامی سے نکالنے اور انہیں مشرف بہ اسلام کرنے کے لئے ایک مشن قائم کیا جائے۔ جس کے رکن ایک لاکھ مسلمان ہوں۔ اور ایک کروڑ روپیہ جمع کر کے اس مشن کے لئے وقف کیا جائے۔

عدیس ابابا ۴ جنوری۔ ہوائی جہازوں نے آج میکالے کے علاقہ پر زبردست بمباری کی اور تین ہزار بم پھینکے۔ جس سے دس اشخاص ہلاک ہوئے۔

لاہور ۴ جنوری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ لاہور میں کرپان مورچہ کے سلسلہ صوبہ کے مختلف شہروں میں اکالی تیاریاں کر رہے ہیں۔ اخبار پرتاپ ۷ جنوری رقمطراز ہے۔ کہ بعض ہندوؤں نے بھی کرپان مورچہ لگانے کے لئے شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کو اپنی خدمات پیش کی ہیں۔

پورٹ سعید ۴ جنوری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ گذشتہ پندرہ دنوں میں اطالوی جہازوں میں ۵۳ ٹن زہریلی گیس افریقہ میں پہونچائی گئی ہے

روما ۴ جنوری۔ محاذ جنگ سے آمدہ ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ کل ہرار پر اطالوی ہوائی جہازوں نے زبردست بمباری کی۔ جس سے حبشیوں کا بہت نقصان ہوا۔ ایک اخبار کے نامہ نگار نے ہرار سے لکھا ہے۔ کہ جنوبی محاذ پر پیہم بمباری کے پیش نظر حبشی ہرار کو خالی کرنے کی تجویز کر رہے ہیں۔

کوچین ۴ جنوری۔ ڈاکٹر امبیدکار نے ہریجنوں کی ایک کانفرنس کو پیغام بھیجا ہے کہ ہندو مذہب ایک متعدی بیماری ہے۔ اور ہر وہ شخص جو اس بیماری سے بچنا چاہتا ہے۔ وہ ایسے اشخاص سے اپنا تعلق منقطع کرے۔ جو اس بیماری میں مبتلا ہیں۔ یہ پیغام کانفرنس میں پڑھ کر سنایا گیا۔

واردھا گنج ۴ جنوری۔ آج اچانک مسٹر گاندھی کے خون کا دباؤ بڑھ گیا جس کی وجہ سے ڈاکٹروں نے انہیں مشورہ دیا۔ کہ وہ احمد آباد کو روانگی ملتوی کر دیں۔

پیرس ۴ جنوری۔ شدید بارشوں کی وجہ سے فرانس کے بہت سے حصوں میں سیلاب آ گیا ہے۔ کئی سڑکیں آمد و رفت کے ناقابل ہو گئی ہیں۔ پیرس کے نزدیک ۵ اشخاص ہلاک ہوئے۔ بہت سے مویشی بھی ہلاک ہو گئے۔

لنڈن (بذریعہ ڈاک) امریکہ کی مس میو نے "فیس آف مدر انڈیا" نامی ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کے متعلق ایک برطانوی اخبار لکھتا ہے۔ کہ گورنمنٹ برطانیہ پر اس بات کا زور دیا جا رہا تھا۔ کہ وہ برطانوی سلطنت میں اس کتاب کو ممنوع قرار دیدے۔ مس میو نے کتاب میں لکھا ہے۔ کہ مسٹر گاندھی کا مقصد یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کو ہندوستان سے نکال دیا جائے۔

کراچی ۴ جنوری۔ صوبہ سندھ بمبئی سے یکم اپریل سے علیحدہ کر دیا جائے گا۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ علیحدگی کے عمل میں آنے اور باقاعدہ انتخابات کے درمیانی وقفہ میں وزارت کے لئے مسلمانوں کی جانب سے شاہنواز بھٹو اور ہندوؤں کی جانب سے لالچند نوالرائے کو منتخب کیا جائیگا۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا یا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی